سلسلہ خطبات جمعہ شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

اسلام کی فطری اور آفاقی تعلیمات

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد حتی یحب لاخیہ مایحب لنفسہ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کیلئے وہی چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

وعن عائشہ و ابن عمر عن النبی صلعم قال مازال جبرائیل یوصینی باالجار حتی ظننت انہ سیورثہ (بخاری ومسلم) ترجمہ: حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیلؑ مجھ کو ہمیشہ ہمسایہ کے حق کا خیال رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ حضرت جبرائیلؑ عنقریب پڑوسیوں کو ایک دوسرے کا وارث قرار دیں گے۔

اسلام کی آفاقی تعلیمات کا خلاصہ : حقوق العباد کا بیان ہو رہا ہے قرآن وحدیث ہر طبقے اور ہر مقام کے لوگوں کو مقدس اور مستحکم کامل اسلامی تہذیب وتمدن کی تعلیم دیتی ہے۔ یہی تعلیمات ظالم کو ظلم سے روک سکتی ہیں، مظلوم کی ہمت بڑھاتی ہیں اور دنیا میں فساد پھیلانے والوں کے ارادوں کا رخ دوسری طرف موڑ سکتی ہیں۔ اسلام کے آفاقی اور فطری تعلیمات میں نہ کوئی نسل کسی نسل پر اور نہ کوئی قبیلہ کسی قبیلہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ کہ اپنے نسلی وقبائلی طاقت وقوت کے زور پر کسی کے حقوق پر قابض ہو اللہ کے ہاں تفوق وامتیاز کا معیار قبائلی، عصبی وخاندانی اور مالی شرافت نہیں، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کی روایت اور طبقات کا باہمی تناؤ انسان وحیوان، عابد ومعبود، عالم وجاھل اور آزاد وغلام کے مابین فرق سے کئی گنا بڑھ چکا تھا۔ وحدت ومساوات کا تصور ایک خواب اور ناقابل عمل تصور بن چکا تھا۔ غاصب سے اپنے حقوق کا مطالبہ جوئے شیر لانے کے برابر اور اس کے خیال کرنے والے کو بھی لوگ پاگل سمجھتے تھے۔

مظلوم انسانیت کے عزم وحوصلہ کا پیغام قہر وجبر کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں پیغمبر انقلابؐ نے مظلوم ومجبور کو اپنے اعلان سے ایک انقلابی عزم وحوصلہ دیا۔ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا۔

ایھا الناس ان ربکم واحد وان اباکم واحد کلکم لآدم، وآدم من تراب

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ولیس لعربی علی اعجمی فضل الا بالتقوی۔

ترجمہ: اے لوگوں تمہارا رب ایک اور تمہارا جد امجد بھی ایک ہے تم سب آدم کے ہو اور آدم مٹی سے بنا ہے تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف سب سے زیادہ متقی انسان ہے کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں (اگر کسی کو فضیلت ہے) تو تقویٰ ہی کے سبب ہے۔"

گویا اس عظیم الشان خطبہ نے انسان کے بنیادی حق جو کہ حریت نفس ہے' کا چارٹر دنیا میں پیش کر کے اعلان فرمایا کہ دین اسلام تمام اقوام' امتوں' نسلوں' خاندانوں اور ملکوں کے اجتماعی حق کا امین و محافظ ہے۔

برصغیر میں استیصالی نظام کی تباہ کاریاں: کچھ عرصہ قبل آپ نے سنا ہوگا برصغیر پاک و ہند کا یہ ٹکڑا جواب پاکستان' ہندوستان اور بنگلہ دیش پر مشتمل ہے۔ اس میں خصوصاً وہ حصہ جو موجودہ انڈیا (بھارت) کے زیر تسلط ہے طبقاتی اختلافات اور انسانوں کا انسانوں کے ہاتھوں استیصال اور استحصال کا سلسلہ زوروں پر تھا۔ انسان انسانوں کیلئے جبری اور جعلی خدا بن گئے تھے۔ عزت و احترام کے روادار و حقدار صرف برہموں کا ایک فرقہ تھا جو دنیاوی' سیاسی سیادت و قیادت کے علمبردار ہونے کیساتھ ساتھ ہندو مذہب کیلئے بھی عظمت اور مرکزیت کی علامت بن چکے تھے' جیسے ہمارے ہاں خان' نواب' وڈیرہ اور سردار میں سے ہر ایک کے اپنے اپنے زیر کنٹرول رعایا پر اپنے اپنے حقوق و فرائض ہیں۔ ذرہ برابر نافرمانی کرنے پر اس ترقی یافتہ اور پندرہویں صدی میں بھی عبرت کا نشان بنا کر اپنے مصنوعی عظمت کو دوام بخشنے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ حکومت وقت بھی برہموں کو نوازتی رہی۔ گویا عملاً یہی مراعات یافتہ طبقہ اپنے سے نچلے طبقے کے لوگوں کے سیاہ و سفید کی مالک تھی اور اس پسے ہوئے طبقہ کو زندگی کی لذتوں سے فیضیاب ہونے کا نہ موقع تھا اور نہ جواز

شودر بنائے جانے والے طبقات کی تذلیل: ہندوستان کے رہنے والوں کو چار طبقوں میں تقسیم کرنے کے بعد ایک طبقہ کو شودر کے نام سے پکارا گیا جو مخلوق کو چار درجات میں تقسیم کرنے والوں کے زعم میں اس کارخانہ عالم کے بنانے والے نے اپنے پاؤں سے پیدا کیا تھا' اور چونکہ ٹانگوں کا تعلق جسم کے انتہائی نچلے حصہ سے ہے' تو اس فرقہ کو بھی تمام حقوق سے محروم کر کے ان کے تقدیر میں باقی ماندہ تین اعلیٰ طبقات کی خدمت اور غلامی پر مامور کرنے کا خود ساختہ فیصلہ کیا گیا۔ جو سلوک ظلم و زیادتی شودر طبقہ سے ہوتی رہی اس کی جھلک اس دور میں ہمارے جیسے پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک میں بھی غربت و فقر کے شکار' ستم زدہ عوام کو ایسے سلوک کا سامنا کرنا روز کا معمول بنا ہوا ہے۔ یہاں بھی مراعات یافتہ' صاحب ثروت یا مسند اقتدار پر بیٹھے ہوئے افراد سے کوئی جرم سرزد ہو تو ان کے خلاف قانون کو حرکت میں آنے سے روکا گیا ہے۔ مسند انصاف پر بیٹھے ہوئے حضرات نے گویا معاشرہ کے ان مصنوعی شرفاء کے لئے ہر قسم کا جرم و ظلم جائز قرار دینے کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا ہے۔ غریب پر قانون شکنی کا شبہ ہو قانون کے محافظ کہلوانے والے جرم سے ثابت ہونے سے پہلے بیچارے کی چمڑی ادھیڑ دیتے ہیں۔ اس کے سارے خاندان پر زندگی تنگ کر دیتے ہیں۔ معزز طبقہ سے منسلک افراد ڈنکے کی چوٹ پر سرعام مراعات سے محروم طبقہ کی عزتوں کو لوٹتے ہیں'

جائیداد کو غصب کرتے ہیں۔ ظلم بھی ان پر روا رکھا جاتا ہے اور انہیں فریاد اور آہ کرنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ کئی مقامات پر آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ دولت واقتدار' سرداری اور نوابی کے نشہ میں مست فرد جس نشست پر براجمان ہوتا ہو'اس سے کم درجہ کا انسان اس کے سامنے رکوع یا سجدہ کی حالت میں دست بستہ صورت میں زمین پر بیٹھنے کا مجاز ہوتا ہے گویا ہندوستان میں شودر کے استحقاق کو تسلیم کرنا تو دور کی بات تھی ان کو صرف انسان تسلیم کرنے کیلئے برہمن' کھتری اور ویش تیار نہ تھے۔

ہند میں مسلمانوں کی آمد کے برکات: مسلمان جب ہند میں داخل ہوئے' اپنے ساتھ اپنی تہذیب وتمدن اور اقدار کے بہترین اصول اہل ہند کو پیش کیے۔ اور خود بھی اسلامی اخلاق وآداب پر عمل کرنا اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان اسلامی آداب واخلاق میں انسانی مساوات کے ایسے ایسے نمونوں سے اہل ہند کو متعارف کرایا جس سے وہ قطعاً آشنا تک نہ تھے مسلم معاشرہ میں نہ نسل وطبقاتی درجہ بندی تھی' نہ پیشے کی بنیاد پر کسی کو ذلیل اور معزز ٹھہرایا جاتا۔ جو حقوق کسی صاحب ثروت اور دنیاوی اعتبار سے مالدار یا طاقتور کو حاصل تھے غریب ونادار مسلمان بھی انہی کا مستحق ہوتا ہے۔ کمزور و طاقتور آجر واجیر' غریب ومالدار ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر ایک ہی برتن سے کھانا کھارہے ہیں جو تعلیم حاصل کرنے کا پیدائشی حق امیر اور اس کے بیٹے کو ہے وہی حق مسلم آبادی کے غریب مسلمان اور اس کے بیٹے کو بھی حاصل ہے۔ عدل وانصاف کے کرسی پر بیٹھے ہوئے حضرات کے روبرو امیر وغریب' شریف وغیر شریف کا فرق نہیں عدل وانصاف پر مبنی فیصلے کرنے والوں کے دعوے سچے اور حق پر مبنی ثابت ہورہے ہیں۔ نہ کوئی شودر ہے اور نہ برہمن۔ حقوق وفرائض میں سب یکساں ہیں۔ مسلمانوں کے آپس میں اس سلوک اور رویہ سے متاثر ہو کر ہند کے سرزمین پر رہنے والے باسیوں کے لئے یہ ایک چیلنج تھا۔ مسلم معاشرہ کے کردار وتہذیب کو دیکھ کر طبقاتی اور نسلی شدت' اونچ نیچ کم ہو کر ردعمل کے طور پر اصلاح کے تلاش میں پھرنے والے متحرک ہوئے جس سے انسانوں کے ساتھ حیوانات سے بھی بدتر سلوک کرنے کے اس سلسلہ میں کمی آئی۔ اسلام کے اس تاریخی حقیقت کا اقرار ہندو سیاستدانوں' ان کے فلاسفہ دانشوروں نے بھی کیا۔ کہ اسلامی اخوت ومساوات نے جس پر مسلمانوں کا یقین وعمل تھا' ہندوؤں پر گہرا اثر کیا بالخصوص ہندو معاشرہ کا وہ طبقہ جن پر معاشرہ نے انسانی حقوق سے فائدہ حاصل کرنا شجر ممنوع قرار دیا تھا کو زیادہ فائدہ ہوا۔"

جب کردار درست ہو: آج بھی مسلم تہذیب وتعلیم کے دعویدار اگر اپنے آفاقی دین کے انہی بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کریں جن کے سلسلہ میں قدم بہ قدم محسن انسانیت ﷺ کے ہدایات موجود ہیں تو صرف مسلمان کے عمل ہی سے کفران تعلیمات کی طرف راغب ومائل ہوسکتی ہے۔ ہمارا حال یہ ہے کہ اسلام کے بتائے ہوئے اخلاق حسنہ کی تلقین تو غیروں کو زور وشور سے کررہے ہیں مگر ظاہری عمل ان زریں احکامات سے بالکل الٹا۔ جسکا نتیجہ یہ کہ بدبخت اور متعصب قومیں اس برائے نام مسلمان کے بجائے اسلام کے صحیح ابدی اور سرمدی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کررہے ہیں

تم سب آدم کی اولاد ہو: ارشاد نبوی ہے: عن عقبة ابن عامر قال قال رسول الله ﷺ

انسابکم هذا لیست بمسّبة علی احد کلکم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملؤه لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقویٰ کفی بالرجل انیکون بذیا فاحشا بخیلا (رواہ احمد والبیهقی) ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نسب کوئی ایسی چیز نہیں جس کے سبب تم کسی کو برا کہو یا عار دلاؤ۔ بلکہ تم سب کے سب حضرت آدم کی اولاد ہو۔ جس طرح ایک صاع دوسرے صاع کے برابر ہوتا ہے (جو بھرا ہوا نہ ہو) جس کو تم نے بھرا نہ ہو کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں (اگر ہے تو صرف دین اور تقویٰ کے اعتبار سے ہے (کسی) آدمی کے برائی کیلئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ زبان دراز فحش گو اور بے ہودہ باتیں کرنا والا بخیل ہو

ایک کلمہ کی دعوت: شارعؑ کی طرف سے اعلان عام ہے کہ انسانیت کے تمام افراد حضرت آدم کی اولاد ہیں اس نسبت وحیثیت سے سب برابر ہیں۔ کسی انسان کو دوسرے انسان پر محض نسب کے اعتبار سے کوئی فوقیت نہیں کہ نہ قابلیت ہے نہ علم اور صلاحیت صرف آباؤ واجداد کے کمالات اور کارناموں کو اپنے وجاہت وشوکت اور نسلی وقبائلی عزت وامتیاز اور حاکمیت وبرتری کیلئے استعمال کرے۔ حالانکہ رب کائنات کی طرف سے واشگاف الفاظ میں اعلان ہے: تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا وبینکم ان الا نعبد الا الله ولا نشرک به شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله۔ ترجمہ: ''آؤ ایک بات کی طرف جو تمہارے اور ہمارے درمیان (قابل قبول ہے) مشترک یعنی برابر ہے کہ ہم سب مل کر اللہ کی بندگی اختیار کریں اور کسی کو اسکا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم سب اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو اپنا (مالک) آقا بنائیں۔''

تمام انسان نسلی اعتبار سے برابر ہیں: اور ظاہر بات ہے کہ جس ذات باری نے قدم قدم پر احسانات وانعامات کا ایک بے انتہا سلسلہ جاری وساری فرمایا ہے جس کی کوئی حد ہے نہ اس کا شمار کرنا ممکن ہے۔ پیدائش کے دن سے لے کر مرنے تک مخلوق کا ہر فرد نعمتوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ لامتناہی احسانات میں کافر/مسلمان برابر ہیں۔ بلکہ بطور استدراج غیر مسلم ظاہری طور پر کچھ زیادہ مزے میں نظر آرہے ہیں۔ لھذا ان انعامات واحسانات کا دنیوی اخروی اخلاقی اور عرفی تقاضا یہ ہیکہ تمام انسان اللہ ہی کو وحدہ لاشریک مان کر اسی کی اطاعت اور بندگی اختیار کریں۔ نیز آیت مبارکہ سے معلوم ہوا ہے کہ تمام انسان نسلی اعتبار سے برابر ہیں۔

شریعت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے اسلامی نظام اخلاق ومعاملات زمین کے ٹکڑے پر پھیلے ہوئے انسانوں کو اس طرح آپس میں زندگی بسر کرنے اور معاملات طےکرنے کی ہدایات دیتا ہے۔ جس پر عمل کرنے سے دوست دشمن پڑوسی وغیر پڑوسی مسلم وکافر غلام وآقا حتی کہ غیر ناطق حیوانات کے بھی اپنے اپنے حقوق خود بخود ادا ہوتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضورؐ کے تاکید واصرار سے بتائے گئے فرمودات کو لائحہ عمل اور فریم ورک بنانے سے اسلامی معاشرہ کا ہر فرد انسانی حقوق کا خود بخود محافظ بن کر پھر اگر حکومت اسلامی ہو تو ارباب اقتدار کو اپنے رعیت کی حقوق کی ادائیگی

اور حفاظت کے لئے کچھ زیادہ تگ و دو کرنی نہیں پڑتی۔

ادائیگی حقوق کی ذمہ داری: پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ حقوق العباد اللہ کے حقوق پر مقدم ہیں' بزرگوں نے کئی وجوہات بیان کئے ہیں۔ من جملہ اسباب سے شاید ایک سبب یہ بھی ہے کہ اللہ بادشاہ ہے غنی اور بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور انسان لحہ لحہ محتاج ہے لیکن کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ کے حقوق کی ادائیگی لازمی نہیں بس ادائیگی اگر کرنی ہے تو صرف بندوں کے حقوق کی ہے۔ یہ تصور غلط ہے اور یہ سمجھ کر کہ میں نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ ادا کر کے بری الذمہ ہو گیا ہوں اور بندوں کے حقوق کو جتنا دبا تا رہوں پرس نہیں ہوگا۔ جنون کی دنیا میں رہنے والا معاملہ ہے۔ روز محشر' ذرہ ذرہ قول و فعل کا حساب دینا ہے اور سب سے پہلے بندوں کے حقوق کے بارہ میں محاسبہ ہوگا۔ آخرت کی کامیابی صرف اس شخص کی مقدر ہوگی جو دونوں حقوق دنیا میں بجالائے۔

کاش آج کے جدید اور اپنے آپ کو متمدن' تہذیب یافتہ اور روشن خیال کہلوانے والا طبقہ لحہ بھر کے لئے تعصب اور اسلام دشمنی کے پردے سے نکل کر اسلام کے عدل و انصاف پر مبنی نظام سے آگاہی حاصل کریں تو یہ بانگ دہل اعتراف و اقرار کریں گے کہ اسلام نے جس عدل و انصاف' عزت نفس اور حقوق انسانی پر مبنی معاشرہ کی بنیاد ڈالی۔ کسی خود ساختہ تہذیب و معاشرہ کے بنیادوں پر قائم تہذیبوں میں اس کی نظیر نہیں۔ رب کائنات ہم اور آپ سب کو اسلام کے آفاقی نظام پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرماویں۔ آمین

علمأ' خطبأ' طلبأ اور عام مسلمانوں کے لئے عظیم الشان

خوشخبری

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق ؒ کے خطبات و افادات کا عظیم الشان مجموعہ علم و حکمت

دعوات حق (مکمل دو جلدوں میں)

مرتبہ : حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ' مہتمم دارالعلوم حقانیہ

نایاب ہونے کے بعد اب سہ بارہ شائع ہوگئی ہے۔ آج ہی حاصل کیجئے ورنہ اسکی نایابی پر ایک بار پھر افسوس کرنا پڑے گا۔

دعواتِ حق: ایک ایسا گنجینہ جسے اہل علم خطبأ واعظین اور تعلیم یافتہ طبقہ نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور قومی و ملی پریس نے سراہا۔ جو ہر خطیب واعظ مقرر کے لئے پکی پکائی روٹی کا کام دیتا ہے جو رشد و ہدایت احسان و سلوک کے متلاشیوں کیلئے شیخ کامل کا کام دیتا ہے۔ **دعواتِ حق:** دین شریعت اخلاق و معاشرت علم و عمل عروج و زوال نبوت و رسالت شریعت و طریقت کے ہر ہر پہلو کو سمیٹے ہوئے ہے۔ **دعواتِ حق:** شیخ الحدیث محدث و مجاہد کبیر مولانا عبدالحق ؒ کی عام فہم اور درد و سوز میں ڈوبی ہوئی گفتگو اور خطابت کا ایسا مجموعہ ہے جو دلوں میں اتر کر یقین کو بیدار کر کے اصلاحی و ایمانی انقلاب برپا کر دیتا ہے۔

کتب خانوں' علمأ' طلبأ اور اہل مدارس کیلئے خاص رعایت ہوگی

صفحات جلد اول: ۶۷۲' قیمت ۲۱۰ روپے' صفحات جلد دوم' ۵۰۲' قیمت ۱۶۵